۲۸/۰۶/۰۵
۲۸/۰۶/ ۱۳

۲۸/۱۸۲-۱۸۹ محمد رضوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسائل ھذا کے بارے میں

① نماز میں یا خارج نماز میں عند الاحناف سورۃ فاتحہ کی قرأت میں ہر آیت پر وقف افضل ہے یا وصل؟ مظاہر حق جدید ج ۲ ص ۳۴۳ میں عند الاحناف پہلا وقف "مالک یوم الدین" پر لکھا ہے۔ نیز عند الاحناف و الشوافع سورۃ فاتحہ کی سات آیات کس طرح شمار کی جائیں گی نیز دیگر مذاھب میں؟

② قرآن پاک میں لفظ قتال (جو کہ اپنے معنیٰ میں ایک مستقل لفظ ہے) اپنے خاص معنیٰ میں ہی استعمال ہوا ہے پھر لفظ "جہاد" کو قتال کے معنی میں استعمال کرنے کی حکمت الٰہی (جو اخبار و آثار سے سامنے آئی ہو) کیا ہے؟

③ تفسیر جلالین کو بلا وضو چھونا کیسا ہے؟ (دراصل اسباق سے پہلے تو وضو ہوتا ہے دوران اسباق اگر وضو ٹوٹ جائے تو) اور اسی تفسیر پر قلم سے لکھنا اس طرح کہ ھاتھ کاغذ سے نہ لگے یا کاغذ پر کپڑا رکھ کر اس پر ھاتھ رکھ کر لکھے۔ عام ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ کے درمیان لکھے یا تفسیر کے درمیان) کیسا ہے؟

المستفتی
محمد راشد ڈسکوی
۲۹ جمادی الاولی ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب حامدًا و مصلیًا

سورۂ فاتحہ کی ہر آیت پر وقف کرنا افضل ہے، جو کہ احادیث سے صراحتًا اور دلالۃً ثابت ہے۔

عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقطع قراءتہ یقول الحمد للہ رب العلمین، ثم یقف ثم یقول الرحمٰن الرحیم ثم یقف.

(جامع الترمذی، ابواب القراءات ۲/۱۲۰، سعید).
(کذا فی المشکوۃ، فضائل القرآن، الفصل الثانی، ۱۹۱، قدیمی)

عن أبی عثمان النھدی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقطع قراءتہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العلمین إلی آخرھا، السلفی فی انتخاب حدیث الفراء و رجالہ ثقات.

(کنز العمال، ۸/۱۷۰)

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من صلی صلاۃ لم یقرأ فیھا بأم القرآن فھی خداج ثلاثًا غیر تمام، فقیل لأبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ إنا نکون وراء الإمام فقال إقرأ بھا فی نفسک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: قال اللہ تعالیٰ قسمت الصلوۃ بینی وبین عبدی نصفین

(جاری ہے)

ولعبدی ما سأل فإذا قال العبد الحمد للہ رب العلمین،
قال اللہ تعالیٰ حمدنی عبدی الخ
(صحیح مسلم، باب وجوب الفاتحۃ فی کل رکعۃ: ۱/۱۶۹، قدیمی).
اور مظاہر حق کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:
"کیونکہ از روئے قاعدہ وقف تام "مالک یوم الدین" پر ہے"۔
لہٰذا اس عبارت سے افضلیت وقف پر کوئی اشکال نہیں وارد ہو سکتا۔
۲ صحیح بات یہ ہے کہ "أنعمت علیهم" پر آیت مکمل ہو جاتی ہے، اسکے بعد "غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین" ساتویں آیت ہے۔
لاخلاف أن الفاتحة سبع آیات، فإذا عددت فیها بسم الله الرحمٰن الرحیم آیة اطرد العدد، وإذا أسقطتها تبین لنا تفصیل العدد فیها، قلنا، إنما الاختلاف بین أهل العدد في قوله: "أنعمت علیهم" هل هو خاتمة أو نصف آیة، ویرکب هذا الخلاف علی الخلاف في عدّ «بسم الله الرحمٰن الرحیم» والصحیح أن قوله «أنعمت علیهم» خاتمة آیة، لأنه کلام تام مستوفی، ورعایة القافیة غیر لازمة في تعداد الآي، واعتبره بجمیع سور القرآن وآیاته تجده صحیحًا إن شاء الله تعالیٰ»۔
قاله إبن العربي (۱: ۷) قلت: وما أسنده ابن العربي من الحدیث بلفظ قال الله تعالیٰ: ابن آدم، أنزلت علیك سبعًا، ثلاثًا لي، وثلاثًا لك، وواحدة بیني وبینك إلی قوله: أما الثلاث التي لك: «فاهدنا الصراط المستقیم صراط الذین أنعمت علیهم، غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین، صریح في کون قوله: «أنعمت علیهم» خاتمة آیة وإلا لم تکن ثلثًا للعبد ولا المجموع سبعًا، لابتداء العدد فیه من قوله: الحمد لله رب العلمین.
(احکام القرآن للتھانوی، تفصیل عدد الآیات فی الفاتحۃ: ۱/۸، إدارۃ القرآن).
۳ جہاد کو قتال کے معنیٰ میں استعمال کرنے کی حکمت یہ ہے کہ کفار کے ساتھ مقابلے کی جتنی صورتیں ہیں وہ سب داخل ہو جائیں جیسے احادیث میں ہے "جاھدوا الکفار بأیدیکم والسنتکم"۔
اور دوسری حکمت یہ ہے کہ قتال میں تعاون کی تمام صورتیں بھی اسمیں شامل ہو جائیں خواہ اُنکا تعلق قتال سے پہلے کے ساتھ ہو جیسے معاونۃ بالرأی ومال أو بتکثیر سواد أو بارسال الجیوش، خواہ حالت قتال میں ہو جیسے، رصد واسلحہ کا مہیا کرنا، مجاہدین کے گھروں کی حفاظت کرنا، خواہ قتال کے بعد کے ساتھ ہو جیسے زخمیوں کو دوائی دینا، اُنکو محفوظ مقامات پر منتقل کرنا وغیر ذٰلك۔
(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

وعرّفه ابن الكمال، بأنه بذل الوسع في القتال في سبيل الله مباشرةً، أو معاونة بالمال أو رأي أو تكثير ذلك أو غير ذلك.

قوله: أو تكثير سواد. السواد العدد الكثير، وسواد المسلمين جماعتهم، مصباح. قوله: (أو غير ذلك) كمداواة الجرحى وتهيئة المطاعم والمشارب.

(الرد مع الدر، كتاب الجهاد: ٦/١٩٣، رشيديه).

قال النبي صلى الله عليه وسلم: "رباط يوم في سبيل الله خير من الدنيا وما فيها".

وقال عليه الصلوة والسلام: "من جهز غازيا في سبيل الله فقد غزا ومن خلف غازيا في سبيل الله فقد غزا".

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث بعثًا إلى بني لحيان من هذيل فقال لينبعث من كل رجلين أحدهما والأجر بينهما".

فقال عليه الصلاة والسلام: "للغازي أجره وللجاعل أجره وأجر الغازي".

(مشكوة المصابيح، كتاب الجهاد: ٣٢٩ - ٣٣١. قديمی).

٣ جلالين شریف کو بلا وضو ہاتھ لگانا مکروہ ہے، ہاتھ کاغذ کو لگائے بغیر کپڑا رکھ کر پکڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

وقد جوز أصحابنا مس كتب التفسير للمحدث ولم يفصّلوا بين كون الأكثر تفسيرًا أو قرآنًا ولو قيل به اعتبارًا للغالب لكان حسنًا.

قال العلائي: فيكره مسه دون غيره.... أقول: والأظهر والأحوط القول الثالث: أي كراهته في التفسير دون غيره وذكره فيه مقصود استقلالاً، لا تبعًا فتشبهه بالمصحف أقرب في شبهه ببقية الكتب والظاهر أن الخلاف في التفسير الذي كتب فيه القرآن بخلاف غيره أن كتب التفسير لا يجوز مس موضع القرآن منها وله أن يمس غيره

(الرد مع الدر، كتاب الطهارة: ١/٣٥٣، رشيديه).

ولا يكره (كتابة قرآن والصحيفة أو اللوح على الأرض عند الثاني) خلافًا لمحمد رحمه الله، وينبغي أن يقال: إن وضع على الصحيفة ما يحول بينها وبين يديه يؤخذ بقول الثاني.

قال العلائي رحمه الله. قوله (خلافًا لمحمد) حيث قال ا

(جاری ہے)

أحب إلي أن لا يكتب لأنه في حكم الماس للقرآن. «حلبة»
عن «المحيط» قال في الفتح والأول أقيس، لأنه في هذه الحالة
ماس بالقلم وهو واسطة منفصلة فكان كثوب منفصل إلا
أن يمسه بيده.

(الرد مع الدر، كتاب الطهارة، ١/ ٣٥٠، رشيديه). فقط

والله اعلم بالصواب وعلمه اتم وأحكم

كتبه محمد رضوان عفي عنه
المتخصص في الفقه الاسلامي
بالجامعة الفاروقية كراتشي
٢٣/ ٠٦/ ٢٨ هـ

الجواب صحيح
[illegible]

الجواب صحيح
[illegible]
١٣/ ٦/ ٢٨ هـ

[illegible stamp: جامعة فاروقية كراتشي (پاکستان)]